ہفت روزہ

خدام الدین
لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۸ جولائی سنہ ۱۹۶۱ء

7/13

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

۲۵ پیسے

مُناجات

(جناب امتیاز الدین صاحب امتیاز عباسی الہ آبادی)

مَیں ہوں پُتلا خطا و عصیاں کا — تو خطا پوش ہے مرے مولا
ایک مجرم گناہگار ہوں مَیں — اپنے جرموں پہ شرمسار ہوں میں
ذات تیری کریم ہے یا رب — تو غفور الرحیم ہے یا رب
مَیں ہوں بے چارہ، تو ہے چارہ ساز — سُن لے میری بھی میرے بندہ نواز
گھیر رکھا ہے آفتوں نے مجھے — دفع کر دے غم و ملال مرے
جو ہیں دامن پہ داغ عصیاں کے — ان کو رحمت کے نور سے دھو دے
وہ نگاہوں میں نور پیدا کر — جس طرف دیکھوں تو ہی آئے نظر
جامِ دل کو شرابِ وحدت کے — کیف پُرور خمار سے بھر دے
بخش دے بہرِ ساقیِ کوثر — سُن لے یہ التجا مرے داور

امتیاز اس جہاں سے جبکہ چلے
تیری رحمت کا اک جہاں ہمرہ لے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

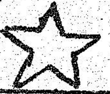
ہفت روزہ **خُدّامُ الدِّین** لاہور

جلد ۷　۱۴ر صفر المظفر ۱۳۸۱ھ　شمارہ ۱۳
مطابق
۲۸ر جولائی ۱۹۶۱ء

محکمہ تعلیمات اور محکمہ جیل خانہ جات کا منظور شدہ



اس شمارے میں



شرح چندہ
سالانہ - گیارہ روپے　ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے　فی پرچہ ۲۵ پیسے
فون ۶۷۵۴۵

نوٹ: خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ دیں

چٹ پر سرخ نشان آپ کے چندہ ختم ہونے کی نشانی ہے

اداریہ

زبردست انقلاب

عربوں نے ماضی کی یاد تازہ کر ڈالی

ٹیونس میں اعلان جہاد

جب مسلمان قوم کا ستارا عروج پر تھا - اور وہ ایمانی قوانین کی پابند اور محض اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے سربکف میدان جہاد میں اتری ہوئی تھی - وہ جدھر جاتی فتح اس کے پاؤں چومتی تھی۔

وہ زمانہ میں معزز تھے مسلمان ہوکر تعجب اور حیران کن بات یہ ہے - کہ خیر القرون میں مشرق سے مغرب تک جو مسلمان کفر کے خرمنوں پر برق بن کر گرے تھے - وہ صرف مٹھی بھر عرب تھے - عرب ہی بخارا میں لڑ رہے تھے - اور عرب ہی مراکش فتح کر رہے تھے - اور عرب ہی سندھ فتح کرکے ملتان کو آرہے تھے - دنیا مانے نہ مانے - اس کی وجہ نہ آدمیوں کی کثرت تھی نہ اسلحہ کی برتری اور نہ راشن کی فراوانی اس کی وجہ صرف اور صرف یہ تھی کہ وہ اللہ کے تھے - اور اللہ ان کا تھا -

وہ آخرت چاہتے تھے - اور دنیا ان کی لونڈی تھی - وہ اپنی ہزار جانوں سے قربان ہوکر اپنی قیامت سنوارنے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے متمنی تھے - اللہ تعالیٰ کی نصرت ہر وقت ان کے شامل حال تھی - جس قوم کے بچوں بوڑھوں اور عورتوں کے دلوں میں راگ رنگ - شراب - جوا - کھیل تماشے - ناچ اور گانے کی جگہ ذکر الٰہی - نماز - روزہ اور شوق جہاد رچ جائے - اس کا مقابلہ آسان کام نہیں ہے -

ادبار کا دور

جب فتوحات کی کثرت اور دنیا کی کے زخارف کے بہتات نے ان کو اللہ (تعالیٰ) سے غافل بنا دیا - اور وہ آسمانی قانون کے احترام سے دور جاکر انسانی دماغوں کے چکر اور بھول بھلیوں کے شکار ہوگئے - تو اس بری طرح تنبیہات الٰہیہ کے مورد بنے کہ خدا کی پناہ - یا تو وہ بے سرو سامان عرب دنیا کے فاتح بنے یا وہ فاتح اقوام عرب دنیا کی ذلیل قوموں کے غلام ہونے پر مجبور ہوگئے -

اسپین سے سات سو سال کی حکمرانی کے بعد وہاں نام کا بھی مسلمان نہ رہا - تمام عربی ممالک ایک ایک کرکے عیسائیوں کے غلام ہوگئے - ہندوستان میں اسلامی سطوت کی سربفلک عمارت پیوند خاک ہوگئی - عربوں کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے - سینکڑوں برس غیرت کے تازیانے کھانے کے بعد مسلم قوم کی آنکھ کھلی - دیکھا تو چاروں طرف اغیار کا قبضہ تھا - اور وہ ذلیل غلاموں کی سی زندگی بسر کرنے پر مجبور تھے - کیا کہیں اور کہاں تک کہیں - تمام دنیائے اسلام میں پھر ہلچل پڑ گئی - آزادی کا بگل بجا اور یہی بات یہ ہے - کہ جو قوم سب سے پہلے تباہ ہوئی تھی وہ سب سے پہلے جاگی - مراکش ٹیونس اور عرب افریقی ملکوں پر فرانسیسی درندوں کا قبضہ تھا - انہوں نے جہاد آزادی شروع کیا - اور بے انتہاء اور ناقابل

مجلس ذکر

سرتاج اولیاء حضرت شیخ التفسیر مدظلہ کے عمرہ پر تشریف لے جانے کی وجہ سے ۲۰ جولائی کو مجلس ذکر منعقد نہ ہوسکی - آئندہ انشاء اللہ باقاعدگی سے مجلس ذکر منعقد ہوا کریگی - حضرت مدظلہ کے چھوٹے صاحبزادے جناب مولانا حافظ حمید اللہ صاحب مجلس ذکر کی سرکردگی فرمایا کریں گے

(نائب مدیر)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

سورہ یٰسین کی بزرگی

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ الْمُزَنِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ یٰسٓ اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰی غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ فَاقْرَءُوْهَا عِنْدَ مَوْتَاکُمْ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

ترجمہ معقلؓ بن یسار مزنی کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے محض خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے سورۃ یٰسین کو پڑھا اس کے پہلے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ پس تم اس سورۃ کو اپنے مُردوں کے سامنے پڑھا کرو۔ یعنی قریب المرگ لوگوں کے سامنے۔

سورۃ بقرہ کے فضائل

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ سَنَامًا وَاِنَّ سَنَامَ الْقُرْاٰنِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَاِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ لُبَابًا وَاِنَّ لُبَابَ الْقُرْاٰنِ الْمُفَصَّلُ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ

ترجمہ۔ عبداللہؓ بن مسعود کہتے ہیں۔ کہ ہر چیز کی بلندی ہوتی ہے۔ اور قرآن کی بلندی سورۃ بقرہ ہے۔ اور ہر چیز کا خلاصہ ہوتا ہے۔ اور قرآن کا خلاصہ مفصل ہے۔ یعنی سورہ حجرات سے آخر قرآن تک۔

سورۃ واقعہ کے فضائل

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْوَاقِعَةِ فِیْ کُلِّ لَیْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ اَبَدًا وَکَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ یَاْمُرُ بَنَاتِهٖ یَقْرَأْنَ بِهَا کُلَّ لَیْلَةٍ رَوَاهُمَا الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ

ترجمہ۔ ابنؓ مسعود کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص روزانہ رات کو سورۃ واقعہ پڑھے۔ وہ فاقہ کی مصیبت میں کبھی مبتلا نہ ہو اور ابنؓ مسعود اپنے بیٹوں سے کہا کرتے تھے۔ کہ وہ اس سورۃ کو روزانہ رات کے وقت پڑھا کریں۔

آنحضرتؐ کی محبوب سورۃ

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی رَوَاهُ اَحْمَدُ

ترجمہ۔ علیؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ سبح اسم ربک الاعلیٰ کو بہت محبوب رکھتے تھے۔

ہزار آیتیں پڑھنے کا ثواب

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا یَسْتَطِیْعُ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّقْرَأَ اَلْفَ اٰیَةٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ قَالُوْا وَمَنْ یَّسْتَطِیْعُ اَنْ یَّقْرَأَ اَلْفَ اٰیَةٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ قَالَ اَمَا یَسْتَطِیْعُ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّقْرَأَ اَلْهٰکُمُ التَّکَاثُرُ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ

ترجمہ۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہیں طاقت رکھتا تم میں سے کوئی شخص اس کی کہ پڑھے روزانہ ہزار آیتیں صحابہ نے عرض کیا کون اس کی طاقت رکھتا ہے۔ کہ روزانہ ہزار آیتیں آپ نے فرمایا۔ کیا تم میں سے کوئی اس کی طاقت نہیں رکھتا کہ روزانہ الہٰکم التکاثر پڑھے

استغفار کا بیان

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ فِی الْیَوْمِ اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

ترجمہ۔ ابو ہریرۃؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے خدا کی میں استغفار کرتا ہوں۔ اللہ سے اور توبہ کرتا ہوں خدا کی طرف دن میں ۷۰ بار سے زیادہ

عَنِ الْاَغَرِّ الْمُزَنِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ لَیُغَانُ عَلٰی قَلْبِیْ وَاِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِی الْیَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ رواہ مسلم

ترجمہ۔ اغر مزنیؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پردہ ڈالا جاتا ہے۔ میرے دل پر اور میں استغفار کرتا ہوں اللہ سے دن میں سَو بار۔

توبہ کا بیان

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاۤ اَیُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْۤا اِلَی اللّٰهِ فَاِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْهِ فِی الْیَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ۔ اغر مزنیؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگو توبہ کرو۔ خدا سے میں توبہ کرتا ہوں خدا کی طرف دن میں سو مرتبہ

نصیحت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اصحابی کو نصیحت فرمائی تھی۔ کہ ہر وقت تیری زبان اللہ کی یاد میں تر رہے۔

ایک حدیث میں ہے۔ کہ انسان اپنے پیر سے اتنا نہیں پھسلتا۔ جتنا اپنی زبان سے پھسلتا ہے

خطبہ یوم الجمعۃ ۷ر صفر المظفر ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۱ر جولائی ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

معاشرتی نظام کے متعلق

اَحْکَامِ اِلٰہی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب امت کس طرح کرے

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ بعزم عمرہ عازم بیت اللہ شریف ہو گئے ہیں۔ اُن کے بعد آپ کے صاحب زادہ مولانا حافظ حمید اللہ صاحب نے حضرت مدظلہٗ کا لکھا یہ خطبہ پڑھا۔

نائب مدیر

پہلا ادب

قولہ تعالیٰ (یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝

(سورۃ الحجرات پ ۲۶ رکوع ۱)

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اللہ (تعالیٰ) سے اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

یعنی جس معاملہ میں اللہ (تعالیٰ) اور اس کے رسول کی طرف سے حکم ملنے کی توقع ہو۔ اس کا فیصلہ پہلے آگے بڑھ کر اپنی رائے سے نہ کر بیٹھو۔ بلکہ حکم الٰہی کا انتظار کرو۔ جس وقت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ ارشاد فرمائیں۔ خاموشی سے کان لگا کر سنو۔ ان کے بولنے سے پہلے خود بولنے کی جرأت نہ کرو۔ جو حکم ادھر سے ملے۔ اس پر بے چون و چرا اور بلا پس و پیش عامل بن جاؤ اپنی اغراض اور اہواء و آراء کو ان کے احکام پر مقدم نہ رکھو۔ بلکہ اپنی خواہشات و جذبات کو احکام سماوی کے تابع بناؤ (تنبیہ) اس سورت میں مسلمانوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب و حقوق اور اپنے بھائی مسلمانوں کے ساتھ برادرانہ تعلقات قائم رکھنے کے طریقے سکھلائے ہیں۔ اور یہ کہ مسلمانوں کا جماعتی نظام کن اصول پر کار بند ہونے سے مضبوط و مستحکم رہ سکتا ہے۔ اور اگر کبھی اس میں خرابی اور اختلال پیدا ہو۔ تو اس کا علاج کیا ہے۔ تجربہ شاہد ہے۔ کہ بیشتر نزاعات و مناقشات خود رائی اور غرض پرستی کے وقت وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ جس کا واحد علاج یہ ہے۔ کہ مسلمان اپنی شخصی رایوں اور غرضوں کو کسی ایک بلند معیار کے تابع کر دیں۔ ظاہر ہے۔ کہ اللہ (تعالیٰ) اور رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے ارشادات سے بلند کوئی معیار نہیں ہو سکتا۔ ایسا کرنے میں خود وقتی اور عارضی طور پر کتنی ہی تکلیف اٹھانا پڑے۔ لیکن اس کا آخری انجام یقینی طور پر دارین کی سرخروئی اور کامیابی ہے۔

دوسرا ادب

وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝

(اور اللہ (تعالیٰ) سے ڈرتے رہو۔ اللہ (تعالیٰ) سنتا ہے جانتا ہے۔

سابقہ آیت پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب کا حاشیہ

"یعنی اللہ (تعالیٰ) و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سچی فرمانبرداری اور تعظیم اسی وقت میسر ہو سکتی ہے۔ جب خدا (تعالیٰ) کا خوف دل میں ہو۔ اگر دل میں ڈر نہیں۔ تو بظاہر دعویٰ اسلام کا نباہنے کے لئے اللہ (تعالیٰ) اور رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام بار بار زبان پر لائے گا۔ اور بظاہر ان کے احکام کو آگے رکھے گا۔ لیکن فی الحقیقۃ ان کو اپنی اندرونی خواہشات و اغراض کی تحصیل کے لئے ایک حیلہ اور آلۂ کار بنائے گا۔ سو یاد رہے۔ کہ جو زبان پر ہے۔ اللہ (تعالیٰ) اسے سنتا اور جو دل میں ہے۔ اسے جانتا ہے۔ پھر اس کے سامنے یہ فریب کیسے چلے گا چاہیے۔ کہ آدمی اس سے ڈر کر کام کرے

تیسرا ادب

قولہ تعالیٰ (یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

(سورۃ الحجرات پارہ ۲۶ رکوع ۱)

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کیا کرو

اور نہ بلند آواز سے رسول سے بات کیا کرو۔ جیسا کہ تم ایک دوسرے سے کیا کرتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

"ا(ن) حضور کی مجلس میں شور نہ کرو ا(ور) جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بے تکلف جھک کر یا تڑاخ کر بات کرتے ہو۔ حضور کے ساتھ یہ طریقہ اختیار کرنا خلاف ادب ہے آپ سے خطاب کرو۔ تو نرم آواز سے تعظیم و احترام کے لہجہ میں ادب و شائستگی کے ساتھ دیکھو ایک مہذب بیٹا اپنے باپ سے" لائق شاگرد استاد سے مخلص مرید پیر و مرشد سے اور ایک سپاہی اپنے افسر سے کس طرح بات کرتا ہے۔ پیغمبر کا مرتبہ تو ان سب سے کہیں بڑھ کر ہے۔ آپ سے گفتگو کرتے وقت پوری احتیاط رکھنی چاہئے۔ مباوا بے ادبی ہو جائے اور آپ کو تکدر پیش آئے۔ تو حضور کی ناخوشی کے بعد مسلمان کا ٹھکانا کہاں ہے۔ ایسی صورت میں تمام اعمال ضائع ہونے اور ساری محنت اکارت جانے کا اندیشہ ہے۔ (تنبیہ) حضور کی وفات کے بعد حضور کی احادیث سننے اور پڑھنے کے وقت بھی یہ ہی ادب چاہئے۔ اور قبر شریف کے پاس حاضر ہو۔ وہاں بھی ان آداب کو ملحوظ رکھے نیز آپ کے خلفاء علماء ربانیین اور اولوالامر کے ساتھ درجہ بدرجہ اسی ادب سے پیش آنا چاہئے۔ تاجماعتی نظام قائم رہے۔ فرق مراتب نہ کرنے سے بہت مفاسد اور فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے۔

چوتھا ادب

قولہ تعالیٰ (اِنَّ الَّذِیۡنَ یَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَہُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ امۡتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوۡبَہُمۡ لِلتَّقۡوٰی لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ)

(سورۃ الحجرات رکوع ۱ پارہ ۲۶)

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ اپنی آوازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں دھیمی کر لیتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں۔ کہ اللہ (تعالیٰ) نے ان کے دلوں کو پرہیزگاری کے لئے جانچ لیا ہے۔ ان کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

"یعنی جو لوگ نبی کی مجلس میں تواضع اور ادب و تعظیم سے بولتے اور نبی کی آواز کے سامنے اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں۔ یہ وہ ہیں۔ جن کے دلوں کو اللہ (تعالیٰ) ادب کی تخم ریزی کے لئے پرکھ لیا ہے۔ اور مانجھ کر خالص تقویٰ اور طہارت کے واسطے تیار کر دیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں۔ کہ چار چیزیں اعظم شعائر اللہ (تعالیٰ) سے ہیں۔ قرآن۔ پیغمبر کعبہ۔ نماز ان کی تعظیم وہ ہی کرے گا جس کا دل تقویٰ سے مالامال ہو۔

وَمَنۡ یُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّہَا مِنۡ تَقۡوَی الۡقُلُوۡبِ ۝

(سورۃ الحج پارہ ۱۷، رکوع ۱۲)

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوگیا۔ کہ جب حضور کی آواز سے زیادہ آواز بلند کرنا خلاف ادب ہے۔ تو آپ کے احکام و ارشادات سننے کے بعد ان کے خلاف آواز اٹھانا کس درجہ کا گناہ ہوگا۔

(لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ)

یعنی اس اخلاص و حق شناسی کی برکت سے پچھلی کوتاہیاں معاف ہونگی اور بڑا بھاری ثواب ملے گا۔

قولہ تعالیٰ (اِنَّ الَّذِیۡنَ یُنَادُوۡنَکَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ ۝ وَلَوۡ اَنَّہُمۡ صَبَرُوۡا حَتّٰی تَخۡرُجَ اِلَیۡہِمۡ لَکَانَ خَیۡرًا لَّہُمۡ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ)

(سورۃ الحجرات رکوع ۱ پارہ ۲۶)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں۔ اکثر ان میں سے عقل نہیں رکھتے۔ اور اگر وہ صبر کرتے۔ یہاں تک کہ آپ ان کے پاس نکل کر آتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا۔ اور اللہ (تعالیٰ) بخشنے والا نہایت رحم کو ہے

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

بنی تمیم ملنے کو آئے۔ حضور حجرہ مبارک میں تشریف رکھتے تھے۔ وہ لوگ باہر سے آوازیں دینے لگے۔ کہ یا محمد اخرج الینا (اے محمد باہر آئیے) یہ بے عقلی اور بے تہذیبی کی بات تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو نہیں سمجھتے تھے۔ کیا معلوم ہے۔ اس وقت آپ پر وحی نازل ہو رہی ہو۔ یا کسی اور اہم کام میں مشغول ہوں۔ آپ کی ذات منبع البرکات تو مسلمانوں کے تمام دینی و دنیوی امور کا مرکز و ملجأ تھی۔ کسی معمولی ذمہ دار کے لئے بھی کام کرنا سخت مشکل ہو جائے۔ اگر اس کا کوئی نظام الاوقات نہ ہو۔ اور آخر پیغمبر کا ادب و احترام کوئی چیز ہے۔ چاہئے تھا۔ کہ کسی کی زبانی اندر اطلاع کراتے اور آپ کے باہر تشریف لانے تک صبر کرتے۔ جب آپ تشریف لاتے اور اُن کی طرف متوجہ ہوتے۔ اس وقت خطاب کرنا چاہئے تھا۔ ایسا کیا جاتا تو ان کے حق میں بہتر اور قابل ستائش ہوتا تاہم بے عقلی اور نادانستگی سے جو بات اتفاقاً سرزد ہو جائے۔ اللہ (تعالیٰ) اس کو اپنی مہربانی سے بخشنے والا ہے چاہئے کہ اپنی تقصیر پر نادم ہو کر آئندہ ایسا رویہ اختیار نہ کریں۔ حضور کی تعظیم و محبت ہی وہ نقطہ ہے۔ جس پر قوم مسلم کی تمام پراگندہ قوتیں اور منتشر جذبات جمع ہوتے ہیں۔ اور یہ ہی وہ ایمانی رشتہ ہے۔ جس پر اسلامی اخوۃ کا نظام قائم ہے۔

قولہ تعالیٰ (یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ جَآءَکُمۡ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوۡۤا اَنۡ تُصِیۡبُوۡا قَوۡمًۢا بِجَہَالَۃٍ فَتُصۡبِحُوۡا عَلٰی مَا فَعَلۡتُمۡ نٰدِمِیۡنَ ۝

(سورۃ الحجرات رکوع ۱ پارہ ۲۶)

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی سی خبر لے کر آئے۔ تو اس کی تحقیق کیا کرو کہ کہیں کسی قوم پر بے خبری سے نہ جا پڑو۔ پھر اپنے کئے پر پشیمان ہونے لگو

جناب مولانا سعید الرحمٰن مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام (لائل پور)

شدتِ موت اور اس کی کیفیت

(دوسری قسط)

حضرت ابا بکر الصدیق رضؓ اور عمر بن خطاب رضؓ کو بُرا کہنے والے کا حال

ابن ابی الدنیا نے بسند دیگر عبدالملک بن عمیر اور ابی الخصیب بشیر سے روایت کیا ہے۔

کہ میں مدائن میں ایک میت پہ داخل ہوا اس کے پیٹ پہ ایک کچی اینٹ دھری تھی۔ پس ہم اسی حال میں تھے کہ اچانک وہ کودا اور اس کے پیٹ پر سے وہ اینٹ گر گئی۔ اور وہ ویل اور ثبور پکارنے لگا۔ پس جب اس کے اصحاب نے یہ دیکھا تو وہ اس سے ہٹ گئے تو میں اس کے نزدیک ہوا اور میں نے اس سے کہا کہ تو نے کیا دیکھا اور تیرا کیا حال ہے۔ تو اس نے کہا کہ میں شیوخ اہل کوفہ کی صحبت میں رہا ہوں۔ تو انہوں نے مجھ کو اپنی اس رائے میں داخل کر لیا تھا کہ میں حضرت ابی بکر الصدیق رضؓ اور حضرت عمرؓ بن خطاب رضی اللہ عنہما کو بُرا کہوں۔ اور ان سے بیزار رہوں۔ تو میں نے کہا کہ تو اللہ سے بخشش چاہ اور پھر ایسا نہ کرنا۔ اس نے جواب دیا کہ وہ اب مجھ کو نفع نہ دیگی اور مجھ کو تو میرے داخل ہونے کی جگہ آگ بھی دکھا دی گئی ہے پھر مجھ سے کہا گیا ہے جا تھوڑی دیر کے لئے اپنے اصحاب کی طرف جا اور ان سے اس امر کو بیان کر کہ جو تُو نے دیکھا ہے پھر تو اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹ آ۔ اس پر لوگوں نے اس کام سے توبہ کی۔

تلقین کلمہ اور اس کی فضیلت

ابو یعلی اور حاکم نے بسند صحیح طلحہ اور عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ کہ ان دونوں حضرات نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے کہ فرماتے تھے۔ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں جس کو کوئی ایسا شخص نہیں کہتا جس کو موت حاضر ہوئی مگر اس کے سبب اس کی روح راحت پاتی ہے جب کہ وہ اس کے بدن سے نکلتی ہے اور قیامت کے روز اس کے لئے ایک نور ہوگا۔ اور وہ ایک لفظ ہے۔ مگر اللہ اس سے کشایش کرے گا اور اس کا رنگ روشن کرے گا۔ اور اس کو وہ چیز نظر آئے گی جو اس کو خوش کرے گی۔ وہ کلمہ یہ ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب المحتضر میں اور طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص کے پاس جو مر رہا تھا۔ ملک الموت حاضر ہوئے تو انہوں نے اس کے اعضا کو چیرا۔ دیکھا کہ کوئی عمل نیک نہیں ہے۔ تو انہوں نے اس کے دل کو چیرا تو انہوں نے اس میں بھی کوئی بھلائی نہ پائی۔ تو انہوں نے اس کے جبڑہ کو چیرا۔ کھول کر انہوں نے دیکھا کہ وہ کلمہ اخلاص یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ساتھ اس کی زبان تالو سے لگ رہی تھی۔ ابو نعیم نے فرقدالسبخی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب بندہ کو وفات حاضر ہوتی ہے تو بائیں جانب کا فرشتہ داہنی جانب والے فرشتہ سے کہتا ہے کہ تو اب اس سے جدا ہو جا۔ تو وُہ کہتا ہے کہ میں جدا نہیں ہوتا۔ شاید وہ آخر دفعہ لا الٰہ الا اللہ کہہ دے اور میں لکھ دوں اور طبرانی نے اوسط میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید خدری سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اپنے مرنے کے وقت

لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر
و لا حول و لا قوۃ الا باللہ

کہے گا اس کو آگ کبھی نہ کھاویگی

ملک الموت اور ان کے اعوان کے بیان میں

طبرانی نے کبیر میں اور ابو نعیم نے اور ابن مندہ نے صحاح میں بطریق جعفر بن محمد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ اور آپ نے اس وقت ایک انصاری کے سرہانے ملک الموت کو دیکھا تھا۔ فرمایا کہ اے ملک الموت تم میرے صحابی پر نرمی کرلو کہ وہ مومن ہے۔ ملک الموت نے عرض کیا آپ خوش ہوں اور اپنی آنکھ ٹھنڈی رکھیں۔ اور جانیں کہ میں ہر مومن کے ساتھ نرمی کرنے والا ہوں۔ اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب میں ابن آدم کی روح قبض کرتا ہوں پھر کوئی چلانے والا چلاتا ہے تو میں گھر میں کھڑا ہو جاتا ہوں۔ اور روح میرے ساتھ ہوتی ہے۔ پھر میں کہتا ہوں یہ چلانا کیسا ہے۔ واللہ میں نے اس پر کوئی ظلم نہیں کیا اور نہ ہم نے اس کی اجل سے سبقت کی ہے اور نہ اس کی قدر سے جلدی کی ہے اور نہ اس کی روح قبض کرنے میں ہمارا کوئی گناہ ہی ہے اگر تم اس امر پر راضی ہو گئے جو اللہ نے کیا ہے تو اس پر تم ثواب پاؤگے اور اگر ناراض ہو گئے تو گناہ کماؤگے اور ہم کو تمہارے پاس لوٹنے کے بعد لوٹنا ہے پس بچو بچو اور نہیں کوئی بالوں کے گھر والا اور نہ کوئی مٹی اور پتھر کے گھر والا اور نہ کوئی

نیک نہ کوئی بد اور نہ نرم زمین والا اور نہ پہاڑ والا۔ مگر میں ان کو دن رات ڈھونڈتا رہتا ہوں۔ یہاں تک کہ میں ان کے بڑوں اور چھوٹوں کو ان کی جان سے بھی زیادہ پہچاننے والا ہوں۔ واللہ اگر میں کسی مچھر کی بھی جان قبض کرنا چاہوں تو اس پر قادر نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اللہ ہی اس کی جان قبض کرنے کی مجھ کو اجازت دیں۔ اور نمازوں کے وقت مسجدوں میں ان کی جستجو کرتا ہوں پس اگر وہ نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں تو اس سے فرشتہ نزدیک ہو جاتا ہے اور مرتے وقت شیطان کو اس سے دور کرتا ہے۔ اور فرشتہ مذکور اس کو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تلقین کرتا ہے اس کو ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اور ابوالشیخ نے براسطہ جعفر بن محمد ان کے باپ سے مرفوعاً مفصلاً بیان کیا ہے۔

ملک الموت ہر روز ہر گھر میں جستجو کرتے ہیں

ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی دن نہیں ہے مگر ملک الموت ہر روز ہر گھر میں تین بار جستجو کرتے ہیں تو ان میں جس کسی کو دیکھتے ہیں کہ اس نے اپنا رزق پورا کر لیا اور اس کی اجل پوری ہو گئی۔ تو اس کی روح قبض کر لیتے ہیں پس جب وہ اس کی روح قبض کر لیتے ہیں تو اس کے گھر والے روتے چلاتے ہیں تو ملک الموت دروازہ کے دونوں بازو پکڑ کر فرماتے ہیں کہ میں نے تمہارا کوئی گناہ نہیں کیا۔ واللہ میں تو مامور ہوں۔ میں نے اس کی روزی نہیں کھائی۔ اور میں نے اس کی عمر کو فنا نہیں کیا اور میں نے اس کی اجل کو نہیں گھٹایا۔ مجھ کو تو بار بار لوٹنا ہے یہاں تک کہ تم میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑوں گا حسن رحمۃ اللہ نے فرمایا واللہ اگر وہ ان کا کھڑا ہونا اور ان کا کلام سنیں تو بے شک وہ اپنی میّت سے غافل ہو جائیں۔ اور یقیناً اپنی جانوں پر رونے لگیں۔

حُلیہ ملک الموت

ابن ابی الدنیا نے عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا اس اثنا میں کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام ایک روز اپنے گھر میں تشریف رکھتے تھے کہ اچانک ان پر ایک نوجوان خوش ہیئت داخل ہوا۔ تو انہوں نے کہا کہ اے بندۂ خدا تو کون ہے اور تجھ کو میرے گھر میں کس نے داخل کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ مجھ کو اس میں صاحب خانہ نے داخل کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ صاحب خانہ اس کا زیادہ مستحق ہے۔ پس تو کون ہے تو انہوں نے کہا میں ملک الموت ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ سے تمہاری بہت سی اوصاف کے ساتھ تعریف کی گئی تھی جن کو میں تم میں نہیں پاتا۔ تو ملک الموت نے کہا کہ تم اپنی پیٹھ پھیرو تو انہوں نے پیٹھ پھیری تو اچانک ان کی کئی آنکھیں آگے تھیں اور کئی آنکھیں پیچھے تھیں اور گویا کہ ان کا ہر بال ایک آدمی ہے کہ کھڑا ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے پناہ مانگی اور کہا کہ تم اپنی پہلی شکل میں ہو جاؤ۔ تو انہوں نے کہا کہ جب میں اس آدمی کی روح قبض کرتا ہوں جو اللہ کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے تو اس سے پہلے والی شکل میں قبض کرتا ہوں اور جب مجھ کو اس شخص کی جانب بھیجا جاتا ہے جو اس کی ملاقات کو مکروہ رکھتا ہے تو اس دوسری صورت میں قبض کرتا ہوں۔ اور ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے کہا کہ جس صورت میں تم کافروں گنہگاروں کی روح کو قبض کرتے ہو وہ کیا ہے تو آپ نے دیکھا کہ اچانک ایک آدمی ہے سیاہ رنگ کا جس کا سر آسمان کے نزدیک ہے۔ اور اس کے منہ سے اور کانوں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام بیہوش ہو گئے۔ ہوش آنے پر ارشاد فرمایا کہ اے ملک الموت اگر گنہگار کو اور کوئی عذاب نہ دیا جائے صرف تمہاری صورت ہی دکھائی جائے یہی کافی ہے۔

پس اب تم مجھ کو وہ صورت دکھاؤ جس میں مومنین نیکوکاروں کی ارواح کو قبض کرتے ہو تو انہوں نے فرمایا تم اپنا منہ پھیرو۔ ناگہاں دیکھا کہ ایک نہایت خوب صورت حسین و جمیل نوجوان ہے جسم سے خوشبو آ رہی ہے۔ خوبصورت کپڑے پہن رکھے ہیں۔ تو ابراہیم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے ملک الموت اگر مومن مرتے وقت صرف تمہاری صورت ہی دیکھ لے تو بس اس کے لئے یہی کافی ہے۔

ملک الموت کے لئے زمین بمنزلہ طشت کے ہے

امام احمد نے زہد میں اور ابوالشیخ نے اور ابونعیم اور ابوالعظمت نے مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ملک الموت کے لئے زمین بمنزلہ طشت کے ہے کہ وہ جہاں سے چاہیں لے لیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے سوال کیا کہ ایک جان مشرق میں ہے اور ایک مغرب میں۔ اور زمین پر وبا پڑی ہوئی ہے اور ایک زمین میں لڑائی کی باہمی صفیں بھڑتی ہیں پھر تم کیا کرتے ہو۔ تو ملک الموت نے جواب دیا۔ کہ زمین میرے رو برو بمنزلہ طشت کے ہے کہ اس میں سے جہاں سے چاہتا ہوں لے لیتا ہوں۔ اور اللہ نے ارواح کو میرے لئے مسخر کر دیا ہے۔ میں اللہ کے حکم سے انہیں بلاتا ہوں

ملک الموت اس روح کو قبض کرتے ہیں جن کا ان کو حکم ہوتا ہے! اور پہلے ان کو کچھ خبر نہیں ہوتی۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں بسند عبداللہ بن نمیر خیثمہ رضی اللہ سے روایت کیا ہے کہ ملک الموت علیہ السلام سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے پاس آتے اور یہ ان کے دوست تھے تو ان سے سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ تمہارا کیا حال ہے کہ تم ایک گھر والوں پر آتے ہو اور پھر ان کی روح کو قبض کرتے ہو اور باقی ان کے پہلو میں پاس ہی رہ جاتے ہیں۔ ان کو کچھ نہیں کہتے۔ انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کس کو قبض کروں۔ مگر بات یہ ہے کہ میں عرش کے نیچے ہوتا ہوں۔ مجھ پر چٹھیاں ڈالی جاتی ہیں۔ ان میں ان لوگوں کے نام ہوتے ہیں۔ نیز انہوں نے اسی سند کے ساتھ خیثمہ رض سے روایت کیا ہے کہ ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام پر داخل ہوئے پھر ان کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کی جانب نظریں جما کر دیکھنے لگے پس جب وہ باہر چلے گئے تو اس شخص نے کہا کہ یہ کون تھے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ ملک الموت تھے۔ اس نے کہا کہ میں نے ان کی جانب دیکھا کہ وہ مجھے غور سے دیکھ رہے تھے گویا وہ میرا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر تو کیا چاہتا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ آپ مجھ کو ہوا پر سوار کرا دیں۔ تاکہ وہ مجھ کو ہند میں ڈال دے۔ تو آپ نے ہوا کو بلایا۔ پھر آپ نے اس کو ہوا پر سوار کیا تو اس نے اس کو ہند میں ڈال دیا۔ پھر ملک الموت علیہ السلام تشریف لائے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے کہا کہ آپ میرے ایک ساتھی کی طرف نظریں جما کر دیکھتے تھے۔ تو انہوں نے کہا کہ میں اس سے تعجب کر رہا تھا کہ مجھ کو حکم ہوا تھا کہ میں اس کی جان کو ہندوستان میں قبض کروں اور وہ آپ کے پاس بیٹھا تھا۔ اسی کو ارشاد فرمایا گیا ہے۔ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ۔ نیز یہ بھی آتا ہے کہ انسان جس جگہ کا خمیر ہوتا ہے اس کی موت وہیں آتی ہے اور اس کو وہیں دفن کیا جاتا ہے۔ اسی کو ارشاد فرمایا گیا۔ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو موت سے قبل موت کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے در اصل فرشتوں سے موت سے قبل ہی اگر شناسائی ہو جائے تو بہت سی آسانیاں ہو جاتی ہیں۔ بعض اوقات پولیس سے واقفیت بھی کام میں آسانی کر دیتی ہے۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ابن زرعۃ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا مجھ سے نجیب بن ابی عبید بصری نے کہا۔ میں نے ملک الموت کو خواب میں دیکھا وہ کہتے تھے کہ تو اپنے باپ سے کہہ دے کہ وہ مجھ پر درود بھیجا کرے تاکہ اس کی جان قبض کرتے وقت میں اس سے نرمی کروں۔

ابن عساکر نے از طریق زید بن اسلم ان کے باپ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ میں نے اس حدیث کو یاد کیا جس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ کسی مسلمان کا حق نہیں کہ وہ تین رات گذارے مگر اس کے سرہانے اس کی وصیت لکھی رہنی چاہئے۔ میں نے کاغذ قلم دوات منگوایا کہ میں اپنی وصیت لکھوں۔ اتنے میں مجھے نیند آ گئی میں وصیت لکھ نہ سکا۔ اس اثنا میں میں نے خواب دیکھا کہ ایک سفید ریش خوبصورت لباس خوشبودار، آدمی میرے گھر میں کھڑا ہے میں نے اس سے پوچھا کہ اے شخص تو کون ہے اور تجھ کو میرے گھر میں کس نے داخل کیا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ میں ملک الموت ہوں اور میرے رب نے مجھ کو داخل کیا ہے میں ڈرا تو اس نے کہا کہ ڈر مت میں تیری روح قبض کرنے کے لئے نہیں آیا۔ میں نے کہا کہ آپ میرے لئے آگ سے برأت لکھ دیں انہوں نے کاغذ و دوات طلب کی چنانچہ ان کو دی گئی وہی کاغذ قلم و دوات جس سے میں سو گیا تھا وہ میرے سر کی جانب رکھی تھی۔ انہوں نے لکھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ استغفراللہ

استغفراللہ۔ یہاں تک کہ کاغذ کا تمام روا اور پشت بھر دیا پھر وہ مجھے دے دیا۔ اور کہا کہ خدا تجھ پر رحم کرے۔ یہ تیری برأت ہے۔ اور میں گھبرایا ہوا بیدار ہوا۔ میں نے چراغ منگوایا۔ دیکھا کہ ناگاہ وہی کاغذ جس کو میں اپنے سرہانے رکھ کر سو گیا تھا۔ اس کی روا اور پشت پر استغفراللہ لکھا تھا۔ اس لئے درود شریف فرشتوں پر بھیجنا چاہئے۔ اللّٰھم صل علی جبرئیل اللّٰھم صل علی میکائیل۔ اللّٰھم صل علی عزرائیل۔ اللّٰھم صلی علی اسرافیل۔ یا یہ درود شریف اس طرح پڑھے۔ اللّٰھم صل علی سیدنا و مولانا محمدؐ و علی آلہٖ و ملٰئکۃ المقربین و علی عبادک الصلحین۔

اللہ رب العزت ہمیں توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

متوسلین حضرت لاہوری سے

امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی صاحب دام برکاتہم کی اجازت سے ہر جمعرات کو بعد از نماز مغرب مسجد محلہ گنج جدید ایبٹ آباد میں مجلس ذکر ہوتی ہے حضرت مدظلہم العالی کے متوسلین کے لئے اس بابرکت مجلس میں شرکت باعث برکت ہے۔ دوسرے باذوق حضرات بھی اس مجلس میں شرکت فرما سکتے ہیں۔

الداعی الی الخیر محمد ابراہیم

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیا کریں

…یم عبد الرحمان لودھیانوی (شیخوپورہ)

اسلام کا اہم ترین رکن (نماز)

(۴)

اوقات نماز

(۳…) سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک اور قرآن پڑھنا فجر کا - بے شک قرآن پڑھنا فجر کا ہوتا ہے روبرو۔ پ۱۵ رکوع۹ قبل طلوع شمس و قبل الغروب کے اوقات ہیں - حق تعالیٰ کی رحمت، قدرت و عظمت کے آثار بہت زیادہ نمایاں ہوتے ہیں۔ فجر کی نماز کا وقت پو پھٹنے سے سورج کے نکلنے سے ۵ منٹ پہلے تک - تقریباً ۱½ گھنٹہ یا ایک گھنٹہ ۲۰ منٹ کا فاصلہ ہوتا ہے - ظہر کا وقت سورج کے ڈھلنے سے اصلی سایہ کے دو مثل تک - عصر کا سورج غروب ہونے سے پہلے ۱½ یا دو گھنٹہ کے دوران میں - مغرب کا وقت سورج کے غروب سے لے کر شفق کے غائب ہونے تک - عشاء کا وقت شفق غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ مغرب کی نماز کے ۱½ گھنٹہ بعد عشاء کی نماز دیر سے پڑھنا مسنون ہے - گرمی کی موسم میں ظہر کو ٹھنڈا کرکے پڑھنا چاہئے - فجر کی نماز صبح کے روشن ہونے پر مسنون ہے - عصر کے نماز آفتاب کے زرد ہونے سے پہلے پہل پڑھنی چاہیے - سورج نکلتے ڈھلتے اور غروب ہوتے وقت نمازیں پڑھنا منوع ہیں۔

(…) قُوۡمُوۡا لِلّٰہِ قَانِتِیۡنَ ۝

نماز میں خشوع ہو - اور لمبی رکعت ہو، آنکھوں کو پست کرنا بازوؤں کو جھکانا، اکڑ کر کھڑا نہ ہونا - اور اللہ سے ڈرنا بھی - سب سے پہلی چیز جو دنیا سے اٹھیگی وہ نماز کا خشوع ہوگا - اصل خشوع قلب کا ہے - اور دیگر اعضائے بدن کا خشوع اس کے تابع ہے - جب نماز میں قلب خاشع و خائف اور ساکن و پست ہوگا - تو خیالات ادھر اُدھر بھٹکنے نہیں پائیں گے - ادب سے دست بستہ کھڑے ہونا، ادھر اُدھر نہ دیکھنا، کپڑے یا داڑھی وغیرہ سے نہ کھیلنا، انگلیاں نہ چٹخانا بہ ہر حال انتہائی فلاح اور اعلیٰ کامیابی اُن ہی مومنین کو حاصل ہوگی - جو خشوع سے نماز ادا کرتے ہیں

کامل نماز اُس وقت تک نہیں ہوتی جب تک کہ دل حاضر نہ ہو۔

(۳۴) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی نماز سے فارغ ہوتا ہے - تو اُس کے لئے نماز کا ۱/۱۰ حصہ لکھا جاتا ہے - کسی کے لئے ۱/۹ بعض کے لئے ۱/۸ اور بعض کے لئے ۱/۷ اسی طرح ۱/۶ اور ۱/۵ بعض کے لئے تہائی اور بعض کے لئے نصف لکھا جاتا ہے -

تعداد رکعات

(۳۵) نماز فجر :- دو سنت موکدہ دو فرض۔ کل ---- ۴

نماز ظہر :- چار سنت - چار فرض - دو سنت دو نفل ---- ۱۲

نماز عصر - چار سنت غیر موکدہ - چار فرض - کل ---- ۸

نماز مغرب :- تین فرض - دو سنت - دو نفل کل ---- ۷

نماز عشاء :- چار سنت غیر موکدہ - چار فرض - دو سنت موکدہ دو نفل - تین وتر دو نفل - کل ---- ۱۷

مقصد نماز

نماز میں خدا تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا کرنا مقصود ہے - تاکہ اس کی نعمتوں کا شکر بجا لائیں - ہاتھ جوڑیں سر جھکائیں - سجدے میں گریں - اُس کی عظمت کے گُن گائیں اور روحانی لذت پائیں - اس کے علاوہ اپنی لغزشوں سے توبہ کریں - غرضیکہ اپنے حقیقی مولیٰ سے غلامی کا تعلق تازہ کرکے آئیں -

اگر مذکورہ مقصد کو ذہن میں رکھ کر نماز پڑھی جائے - تو مُردہ قوم زندہ ہوسکتی ہے - آپس میں دست و گریبان ہونے والی جماعت شیر و شکر ہوکر رہ سکتی ہے

اس خدا پرست منظم جماعت کی صدا ایک - سردار ایک - مرکز ایک - مقصد ایک - قبلہ ایک - قول ایک - صورت ایک اور ان ساری وحدتوں میں مقصود ایک (خدائے قدوس وحدہ لا شریک لہ)

کامیابی کا سہرا

جب یہ خدا پرست جماعت وحدت کا درس عبرت پاکر دنیا میں قدم اٹھائیگی تو خدائی طاقت اُن کی مدد کے لئے آئیگی علاوہ اس کے زمین و آسمان کے خزانے ان کی خدمت کے لئے وقف کر دئے جائیں گے - اور ہر میدان میں کامیابی کا سہرا ان کے سر باندھا جائے گا۔

نتیجہ نماز

جب ایسی ایثار کرنے والی جماعت ایک امام کے ماتحت ہو جائے - تو پھر دیکھئے - کیا نتیجہ نکلتا ہے - جو گھر سے کھا کر امیر کے اشارے سے جان پر کھیلنے تک کے لئے تیار ہو - اور امام وہ شخص ہو - جس کے سینے میں علم و عرفان ہو - اور وہ غیرت و شجاعت ہو - جو سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ و السلام کے سینۂ اطہر میں تھی - اور وہ سوائے خدا تعالےٰ کے کسی سے نہ ڈرے نہ کسی کی پرواہ کرے نہ کسی سے طمع رکھے - بات وہ کہے جو خدا تعالےٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آئے - اور جس سے اسلام کا بول بالا ہو - مسلمانوں کا بھلا ہو، اُنہیں عزت نصیب ہو - عدل و انصاف پھیلے دنیا میں امن قائم ہو، حق سے سرکشی کرنے والے

نیست و نابود ہوں۔

(فلسفہ نماز حضرت مولانا احمد علی صاحب)

حاصل کلام

برادرانِ اسلام۔ غلبۂ دین کے جتنے ذریعے خدا نے بیان فرمائے ہیں۔ اُن میں سب سے بڑا ذریعہ اقامت صلوٰۃ ہے۔ دین کی عزت و ترقی، اسلام کی شان و شوکت اور اُمت کی سربلندی و قوت اسی پر موقوف ہے۔ اسی لئے خدا اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام عملوں سے زیادہ نماز کی تاکید ۔۔۔۔۔۔ فرمائی ہے۔ صرف قرآن میں تقریباً سات سو دفعہ نماز کا ذکر ہے۔ الغرض مختلف پیرایوں میں قرآن نے اس عظیم الشان فریضہ کو جگہ جگہ بیان کیا ہے۔ احادیث نماز کی تاکید سے بھری پڑی ہیں۔ نظامِ اسلام قائم رکھنے اور مسلمانوں کو غالب کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ اور وسیلہ نماز ہے۔

اگر آپ اسلام کو سربلند اور مسلمانوں کو متحد دیکھنے کے خواہش مند ہیں۔ تو آپ پوری کوشش فرمائیں۔ کہ ہر مسلمان نمازی بنے آپ اپنے بھائیوں اور بچوں کو نمازی بنائیں۔ ٹھیک وقت پر جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں۔ نماز پڑھتے وقت خدا کی عظمت اور اپنی بندگی کا خیال دل میں رکھیں اپنے امام کی عزت کریں۔ نماز پانچ وقت خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری کا سبق دیتی ہے۔ نماز بتاتی ہے۔ کہ اپنے مالک کے سامنے ہاتھ، پاؤں، آنکھ، زبان، پیشانی الغرض رُؤاں رُؤاں جھکائیں نماز ایک وقت میں تمام نمازیوں کا منہ ایک قبلہ کی طرف کر دیتی ہے۔ اور وحدت عمل کی لہر یکبارگی ساری اسلامی آبادی میں دوڑا دیتی ہے۔ یہ اتحاد خیال، وحدت قومی یہ جذبہ اطاعت جس جماعت میں جلوہ گر ہو جائے۔ یقیناً وہ ساری دنیا پر غالب ہوگی۔ یقیناً سارے کُرہ ارض پر چھا جائے گی اور یقیناً خلافت الٰہی کی وارث ہوگی۔

اب آپ خود اندازہ فرمائیں۔ کہ کتنے فیصدی مسلمان نمازی ہیں۔ اور کتنے بے نمازی ہیں۔ میرا خیال ہے۔ شاید دس فیصدی مسلمان نمازی ہوں گے باقی ۹۰ فیصدی کا کون ذمہ دار ہوگا۔ کیا ہمارا فرض نہیں ہے۔ کہ ہم اپنے اعزہ اقربا اور احباب و عوام مسلمانوں کو نماز پڑھنے کی طرف راغب کریں۔ انہیں اس نعمت عظمیٰ سے کیوں محروم رکھا جائے۔ ہم کافروں کو تو مسلمان بنانا محال سمجھتے ہیں۔ تو کیا مسلمانوں کو بھی صحیح مسلمان نہیں بنا سکتے، اسلامی قانون میں تارک نماز پر حد لگائی جانی چاہئے۔

نماز سب عبادتوں میں اعلیٰ اور افضل ہے۔ اور شریعت نے جس قدر اس کا اہتمام کیا ہے۔ اور اس کے ارکان و شرائط و آداب وغیرہ کو مفصل بتلایا ہے۔ کسی عبادت کا اس قدر اہتمام نہیں۔ نماز میں دو چیزیں مہتم بالشان ہیں۔ ایک حضور اور خشوع دوسرے طہارت و نظافت،

سو نماز کو پورے اہتمام سے پڑھو اور جملہ اُمورِ ظاہری اور باطنی کا لحاظ رکھو۔ نماز کی برکت سے دیگر اوامر و نواہی پر رغبت و سہولت ہوگی۔ انشاء اللہ۔

نماز روحانیت کا سرچشمہ، ہدایت قلبی کا منبع، نیکی کا مرکز، برکات الٰہیہ کا مہبط اور انسان کی تمام بہیمی قوتوں اور نفسانی خواہشوں سے بچانے والی ہے نماز ایک قلعہ ہے جو بُرائیوں کے لشکر کو اپنے اندر گھسنے نہیں دیتا لیکن اس قلعہ کے ستونوں کو اس قسم کے سفر جہاد و غزوات ہی نے قائم کیا تھا۔

نماز سے زیادہ جامع و مکمل اور مؤثر عبادت کوئی تصور میں نہیں آسکتی۔ صوری و معنوی محاسن سے لبریز ہے پھر اس کے اندر تسبیح و تہلیل، حمد و ثناء تذلل و انکسار، عجز و نیاز، رکوع و سجود تحیات و سلام اور دعاء استغفار ہر چیز موجود ہے۔

نماز خدا کی رضا مندی و خوشنودی، ملائکہ کی محبوب، انبیائے کرام کی سُنّت، معرفت کا نور، ایمان کی جڑ، دعاء کی قبولیت، اعمال کی اجابت، رزق میں برکت، دشمنوں میں ہتھیار، نمازی اور ملک الموت کے درمیان سفارشی، نمازی کے دل کا نور اس کے پہلو کے نیچے بچھونا، منکر نکیر کے جواب دینے کا وسیلہ، نمازی کی مُونس، قبر میں اس کی زیارت کرنیوالی قیامت کے دن بھی نماز نمازی کے سر پر سایہ اور اُس کے سر کا تاج بدن کا لباس، اُس کے آگے دوڑتا ہوا نور، اس کے اور دوزخ کے درمیان پردہ مسلمانوں کے لئے رب العزت کے آگے حجت، میزان کو بوجھل کرنے والی، پلصراط سے نمازی کو عبور کرا دینے والی۔ جنت کی کنجی، کیونکہ نماز تحمید، تسبیح، تقدیس، تعظیم، قرأت اور دعا کا مجموعہ۔ رَبِّ اجْعَلْنَا مُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوۃِ۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

ایک بدکردار کا غزوۂ اُحد میں شریک ہونا سات مشرکوں کو قتل کرکے خودکشی کرلینا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص نے جس کو قزمان کہا جاتا تھا۔ غزوۂ احد کی شرکت سے تخلف کیا۔ مدینہ کی عورتوں نے اُس سے کہا تو عورتوں میں سے ہے کہ ایسے وقت پر گھر میں پڑا ہوا ہے۔ اس کو ان کلمات سے شرم آئی تو وہ میدان جہاد میں پہنچ گیا اور مشرکوں سے جنگ میں بڑی پامردی دکھائی۔ لوگوں نے اُس کا حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہ اہل نار میں سے ہے۔ تو لوگوں کو یہ سن کر بہت تعجب ہوا ایک صحابی نے اس کے حالات کا تجسس کیا تو معلوم ہوا کہ) قزمان نے کہا کہ مرنا بھاگنے سے بہتر ہے۔ اور اتنا لڑا کہ مشرکین میں سے سات آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اُس کے بھی گہرے زخم آئے۔ بعض اصحاب کا اس پر گزر ہوا۔ تو انہوں نے کہا کہ تم کو شہادت مبارک ہو تو اس نے کہا کہ خدا کی قسم میں دین کے لئے نہیں لڑا۔ میرے لڑنے کی وجہ یہ تھی کہ میں نے یہ پسند نہیں کیا۔ کہ قریش ہمارے باغوں کو اجاڑ جائیں۔ جب زخموں کی تکلیف بڑھی۔ تو اس نے تلوار کی نوک سینہ پر رکھ کر اندر پہنچادی اور خودکشی کرلی۔ لوگوں کو اس حقیقت کی خبر نہ ہوئی اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اُس کی مدح کی کہ اُس نے سات مشرکوں کو قتل کیا۔ اور شہید ہوگیا۔ اور آپ نے فرمایا يفعل الله ما يشاء (اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے) وہ اہل نار میں سے ہے۔ اس کے بعد پھر حقیقت حال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ اَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ (میں) گواہی دیتا ہوں۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں)

از محمد عظمت اللہ علوی (بہاولپور)

تمام مشکلات کا واحد حل صرف اسلام ہی ہے

لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (سورۃ الرعد پ۱۳ رکوع ۲)

ترجمہ۔ اللہ نہیں بدلتا کسی قوم کی حالت کو جب تک وہ نہ بدلیں۔ جو ان کے جیوں میں ہے۔

آج سے صدیوں پہلے کرۂ ارضی پر حق و حقانیت کا مطلع نہایت ہی مکدر تھا۔ رشد و ہدایت کے راستے حق کے متلاشیوں کے لئے گم تھے۔ کفر و بطلان واوہام پرستی نے عقل و تمیز پر غلبہ پالیا تھا۔ حسد و کینہ کی بجلی خرمن انسانیت کو جلا کر خاک سیاہ کر چکی تھی، وحشت و بد اخلاقی نے تہذیب و شائستگی کو شکست دے رکھی تھی، تمدن و حسن معاشرت کا جنازہ اُٹھ چکا تھا، حیا سوز واقعات نے دنیا کی آبادی میں اپنا سکہ جما لیا تھا، بیہودہ رسم و رواج نے خدا کی اشرف ترین مخلوق انسان کو اپنا بندہ بے زر بنا رکھا تھا۔ خالص توحید الہٰی کی جگہ شجر و حجر، چاند و سورج، آگ و پانی نے لے رکھی تھی۔ وحوش و بہائم کی اعلانیہ پرستش کی جاتی تھی۔ صلح و جنگ کے دو فرضی دیوتاؤں کی پوجا ہوتی تھی، اخلاقی حالت اس درجہ گری ہوئی تھی، کہ عفت و پاکدامنی کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی، بدامنی و بے پناہی کی حکومت قائم تھی، چوریاں اور راہ زنیاں روز مرہ کی عادات میں داخل تھیں، شراب خوری، قمار بازی ایک پیشہ تھا۔ غرضیکہ معمورۂ عالم فساد و طغیان، فحش و منکر افعال کا گہوارہ بنا ہوا تھا۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ

(سورہ پارہ ۔ رکوع)

ترجمہ۔ لوگوں کے افعال بد کے سبب سے خشکی اور تری میں خرابیاں پھیل گئیں۔

خاص اسلام کا مولد جس کی گود میں وہ پھلا پھولا، مسکن حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم جن کے قدم کی برکت سے تہامہ کا ریگستان دنیا کے تمام سبزہ زاروں پر شرف لے گیا۔ ان افعال بدکردار قبیحہ اور بُرائیوں کا گھر بنا ہوا تھا۔ بدامنی کا یہ عالم تھا۔ کہ ہر خاندان کا الگ الگ خدا اور قبیلہ کا جدا جدا سردار تھا۔ جنوبی عرب میں حمیدی قبیلوں کی ریاستیں تھیں۔ جو باہم جنگ و جدل اپنا وطیرہ بنائے ہوئے تھیں، شمالی عرب میں قبائل کندہ و حضر موت لڑتے لڑتے تھک چکے تھے۔ اوس و خزرج باہمی لڑائیوں میں اپنے بڑے بڑے سرداروں کو پیوند خاک کر چکے تھے، بکر و تغلب کی مشہور چہل سالہ جنگ ...... کے اختتام کو ابھی بہت زمانہ نہیں گزرا تھا۔ بنو قیس اور قریش میں حرب الفجار، بھی جاری تھا۔ غارتگری اور چوری کا یہ حال تھا۔ کہ پہاڑی جرائم پیشہ قبائل ملک میں دن دہاڑے رہزنی اور چوری کرتے رہتے تھے۔ تجارت پیشہ قافلوں کا ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا نہایت دشوار تھا۔ مکہ کے پاس قبائل، اسلم، غفار، حاجیوں کا اسباب چرانے میں مشہور تھے غرضیکہ ارض حجاز ان تمام بدکرداریوں کا ملجا و ماوی بنی ہوئی تھی۔ کہ جن کو ایک متمدن و مہذب انسان کبھی پسند نہیں کرسکتا۔ پس اس حالت کو خداوند عالم۔ ... بہت دیر تک نہ دیکھ سکا۔ کیونکہ اس کی رحمت و شفقت بڑی غیور ہے، اس جہالت و تباہی کو زیادہ دیر تک وہ پسند نہیں کرتا۔ اس لئے کہ یہ افعال بنی آدم اس کی محبت و ربوبیت کے خلاف ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام کے چھ سو برس بعد ایک کامل و مکمل وجود کو اپنا نائب بنا کر دنیا میں بھیجا۔ تاکہ اس کے بچھڑے ہوئے بندوں کو اس سے پھر ملانے اور ٹوٹے ہوئے رشتہ عبدیت کو معبود حقیقی سے پھر جوڑے، انسانی جماعت میں بغض و عداوت کی آگ کو محبت و اخلاص کے چھینٹوں سے بجھائے اور ایک کو دوسرے سے بغلگیر ہونے کا سبق دے، اور ظلم و تعدی و استبداد کا خاتمہ کرتے ہوئے خدا کے غافل بندوں کو خدائے قدوس و برتر کی توحید کا درس دے اور قیامت تک کے لئے بنی نوع انسان کے سامنے ایک اعلیٰ و ارفع پروگرام زندگی پیش کرکے ادیان سابقہ کی وحی آسمانی کے ذریعہ اس طرح تکمیل کرے کہ قیامت تک کسی دوسرے مذہب یا دین کی قطعی طور پر ضرورت پیش نہ آئے۔ چنانچہ وہ برگزیدہ ہستی اور وہ آسمان رسالت کا درخشاں آفتاب طلوع ہوا، وہ مبشر آخر جس کی آمد کے متعلق ناصرہ کے رہنے والے نوجوان اسرائیلی ...... (حضرت مسیح علیہ السلام) نے ان الفاظ میں بشارت سنائی تھی۔

اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ

(سورۃ الصف پ۲۸ رکوع ۱)

ترجمہ۔ میں تمہاری طرف خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں یہ کتاب توراۃ جو مجھ سے پہلے نازل ہو چکی ہے اس کی تصدیق اور ایک اور آنے والے پیغمبر کی خوشخبری سناتا ہوں۔ جو میرے بعد آئیں گے اُن کا نام احمد ہوگا۔

اہل دنیا کے لئے یہ نجات کی بشارت عظمیٰ تھی، وہ گرامی قدر ہستی جس نے آئندہ امن و امان کی نسبت پیشگوئی کی تھی۔ کہ ایک زمانہ آئے گا۔ جب صنعا سے ایک محمل نشین خاتون سفر کرے گی۔ اور خدا کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا وہ مبارک مبشر سلامتی و امن لے کر آئے۔ وہ بابرکت مجسمہ ہدایت معلم روحانیت جس نے خدا کے سوا کسی کے سامنے زانوئے تلمذ طے نہ کئے۔ کتاب الہٰی کا درس دینے کے لئے مقرر ہوئے۔ پھر نور مجسم نے اپنی ضیا پاشیوں سے سیاہ دلوں کو صرف روشن ہی نہیں کیا۔ بلکہ تمام دنیوی سخت چیزوں سے سخت تر دلوں کو پگھلا کر موم بنا دیا۔ اور جو لوگ خود گمراہ تھے۔ اُن کو رہنما بنا دیا۔ وہ ہستی اس طرح جلوہ افروز ہوئی۔ کہ اس کے داہنے ہاتھ میں کتاب مقدس قرآن اور بائیں ہاتھ میں خدائی قہر و غضب کی آبدار تلوار تھی۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ

رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

ترجمہ۔ وہی خدا تو ہے جس نے ان پڑھوں میں اپنے رسول کو بھیجا وہ اُن کو خدا کی آیتیں پڑھ کر سناتے اور ان کو کفر و شرک کی گندگی سے پاک و صاف کرتے ہیں، اور اُن کو کتاب الٰہی و عقل کی باتیں سکھاتے ہیں آپ نے بھی بایں الفاظ اعلان فرمایا۔

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا، کہ میں قرآن کے مقاصد حقہ کی تعلیم دینے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اس کتاب مقدس کے ذریعہ بنی نوع انسان کو اپنے حقیقی معبود سے ملانے آیا ہوں۔ اور تلوار اس لئے کہ خدا کی زمین پر بدامنی پھیلانے والوں، قتل و غارت کرنے والوں، اشرف ترین مخلوقات نوع انسانی کا خون ناحق بہانے والوں اور نصیحت پر باز..... نہ آنے والوں سے مقابلہ کروں اور اُن کو ان کے جرم کی سزا دے کر عدل و انصاف کی بنیاد رکھوں بے پناہ کو پناہ دوں۔ پس جب وہ آنے والی ہستی آئی اس کے آتے ہی سب دنیا میں روشنی پھیل گئی۔ بت اوندھے منہ گر پڑے۔ کاہنوں میں کھلبلی مچ گئی۔ فارس کی صد سالہ آگ بجھ گئی، کسریٰ کے ایوان حکومت کے کنگورے سرنگوں ہوگئے۔ استبداد و ظلم اور شخصیت پرستی کا خاتمہ ہوگیا۔ اور اب مدتوں کی غلامی کی زنجیریں ٹوٹ کر عام آزادی باہمی مساوات۔ باہمی محبت کا پیغام مل گیا۔ حسد و بغض نیچ اونچ کی لعنت باہمی پیار و محبت میں بدل گئے۔ خاندانی شرافت و نسلی امتیاز کے بت کی جگہ علم و تقویٰ اخوت و پرہیزگاری نے لے لی۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ

(سورۃ الحجرات پارہ ۲۶ رکوع ۲)

ترجمہ۔ تم میں سے حق تعالیٰ کے نزدیک معزز و شریف وہ ہے جو زیادہ برائیوں سے بچنے والا اور خدائی گرفت کا خوف دل میں رکھنے والا ہو۔

اور ادیان سابقہ کی تنسیخ بایں الفاظ فرمائی گئی۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ

(سورۃ آل عمران پ ۳ رکوع ۲)

ترجمہ۔ بے شک مذہب حق تعالےٰ کے نزدیک اسلام ہے۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ج وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ٥ (سورۃ آل عمران پارہ ۳ رکوع ۸)

ترجمہ۔ جو شخص مذہب اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو اختیار کریگا اس کا وہ دین مقبول نہ ہوگا، اور وہ شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ٥ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ٥

(سورۃ المائدۃ پ ۵ رکوع ۳)

ترجمہ۔ اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور ہدایت آچکا ہے اور کتاب روشن (قرآن مجید) دے دیا گیا ہے۔ جس کے احکام صاف اور صریح ہیں جو لوگ خدا کی رضامندی کے طلبگار ہیں۔ اُن کو اللہ اس کے ذریعہ سے سلامتی کی راہ دکھاتا ہے اور اپنے فضل و کرم سے انکو کفر کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لاتا ہے۔ اور اُن کو راہ راست دکھاتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ آسمان ہدایت پر شریعت الٰہی کے سینکڑوں اور ہزاروں ستارے نمودار ہوئے۔ لیکن تاریکی کفر کی آخری اور دائمی شکست کے لئے دنیا کو آفتاب نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی سخت ضرورت اور انتظار تھا۔ اس آفتاب توحید نے طلوع ہوتے ہی اختلافات کی ظلمتوں کو مٹا دیا۔ اس کے فیضان نور نے اسود و ابیض، عرب و عجم، غریب و امیر، غلام آقا، کمزور اور توانا میں کوئی تمیز نہیں رکھی۔ انسان کی یہ سب سے بڑی گمراہی ہے۔ کہ اس نے زمین کے ٹکڑوں اور خاندانی تفرقوں پر اپنی من مانی بنیادیں قائم کر لیں ہیں۔ اور خدا کی اس زمین کو جو محض محبت و اتحاد کے لئے بنائی گئی تھی۔ باہمی نزاعات و مناقشات کا گھر بنا لیا ہے۔ ورنہ اسلام کی دعوت اتحاد و اخوت پر مبنی ہے۔

اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ٥

ترجمہ۔ اے لوگو بیشک یہ مذہب اسلام تمہارا ایک ہی دین ہے اور ہم تمہارے ایک ہی خدا ہیں۔ لہٰذا ہماری ہی عبادت کرو۔

شعوب و قبائل کی کوئی خصوصیت نہیں

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ

(سورۃ الحجرات پارہ ۲۶ رکوع ۲)

ترجمہ۔ اے لوگو! ہم نے دنیا میں تمہارے وجود کو زن و شوہر کے باہمی تعلق سے پیدا کیا، اور تم کو مختلف ٹکڑوں اور قبیلوں میں تقسیم کردیا۔ تاکہ ایک دوسرے کی شناخت کر سکو۔ ورنہ اللہ کے نزدیک بڑا شریف وہی ہے۔ جو بڑا پرہیزگار ہو۔

اسلام میں وطن و زبان رنگ و نسب کا اختلاف کوئی چیز نہیں ہے۔

كُلُّ مُؤْمِنٍ اِخْوَةٌ۔

سارے مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

یہ وہ رشتہ ہے۔ کہ جس کو دنیا کی کوئی قوت نہیں توڑ سکتی۔

جس نے لا اله الا الله محمد رسول الله۔ کوئی معبود نہیں مگر ایک اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں جو دنیا کو سیدھا راہ دکھانے کے لئے بھیجے گئے۔ میں من مانی و دل چاہی نہیں کروں گا۔ بلکہ خدا چاہی کروں گا۔ اسی طرح کروں جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اس اقرار کے بعد عملی زندگی میں اگر پورا پورا اتر گیا۔ تو سمجھ لو۔ کہ اسلامی برادری کا ایک رکن ہے۔ اس کے اس رشتے کو قائم و دائم رکھنا ہر مسلمان و مومن کا فرض ہے۔ جب انسان خدا کا بندہ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرماں بردار غلام بن گیا۔ تو پھر اس کا کوئی وطن و برادری خاص نہیں (باقی صفحہ ۱۴ پر)

حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب محدث دارالعلوم دیوبند

اذان

ایک ضروری اور قابل خیال التماس

ہر شخص کو اس بات کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ چھوٹی سے چھوٹی نیکی میں یہ اثر ہے کہ وہ جنّت کی طرف کھینچ لے جائے۔ بعض دفعہ دوسرے گناہوں کے مقابلہ میں یا نیّت کے خلل سے اس کا اثر رک جاتا ہے مگر اس میں شک نہیں کہ اس میں جنّت تک پہنچانے کی تاثیر موجود ہے۔ بس تم کسی چھوٹی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو۔ کیا عجب ہے کہ خدا کی درگاہ میں وہی قبول ہو جاتے۔ اور تم کو جنت میں پہنچا دے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بعض دفعہ آدمی کوئی ایسی بات کہتا ہے۔ کہ جس کی پروا اور خیال بھی نہیں کرتا۔ مگر وہی بات اس کو جنت میں لے جاتی ہے۔ اسی طرح چھوٹے سے چھوٹے گناہ میں یہ اثر رکھا ہُوا ہے کہ وہ اپنے کرنے والے کو دوزخ میں جا گرادے۔ اگرچہ بعض دفعہ دوسری نیکیوں کے اثر سے اس کی برائی ختم ہو جاوے یا رحمت خداوندی اس کو معاف کر دے لیکن اس کے بُرے اثر کا انکار نہیں ہو سکتا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کبھی آدمی ایسی بات کہتا ہے کہ اس کو گناہ نہیں سمجھتا اور اس کا کچھ ملال و خیال نہیں کرتا۔ لیکن وہی بات اس کو دوزخ میں لے جاتی ہے۔ اس بات کی ایسی مثال سمجھو کہ ایک بہت گرم دوا اگر سرد اجزاء کے ساتھ ملا کر دیں تو اپنا پورا اثر اور سخت گرمی ظاہر نہ کر سکے گی۔ لیکن اس کی گرم تاثیر اور اصلی اثر اس میں موجود ہے۔ اسی طرح کسی بہت سرد دوا کو گرم چیزوں کے ساتھ شامل کر دیں۔ تو کامل سردی اور اعلیٰ تاثیر اس کی ظاہر نہ ہوگی۔ لیکن اس کی اصلی تاثیر سردی کا کون عاقل انکار کر سکتا ہے۔ الغرض جو ادنیٰ نیکی بھی تمہارے مقدور میں ہو اس کو ہرگز نہ چھوڑو۔ اور کسی چھوٹے سے گناہ کو بھی کم سمجھ کر کبھی اس کے قریب مت جاؤ۔ اس چند ورق میں جو مسائل تمہیں کو مل جائیں۔ ان کو یاد رکھو۔ اور نصیحتوں پر عمل کرو۔

واللہ الموفق والمعین

(ترجمہ۔ اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور وہی مدد کرنے والا ہے)

مسجد نبوی کی تعمیر اور اذان کے شروع ہونے کا ذکر

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے مدینے میں تشریف لائے۔ تو کوئی مسجد نہ تھی۔ ویسے ہی جہاں موقع ملتا اور وقت ہو جاتا نماز پڑھ لیتے تھے چند روز بعد آپ کو خدا تعالیٰ نے مسجد بنانے کا حکم فرمایا۔ قبیلہ نجار کے لوگوں کی زمین پڑی تھی۔ جو مسجد کے مناسب تھی۔ اس میں کچھ مدت کے مشرکین کی قبریں تھیں۔ کچھ کھنڈر پڑے ہوئے تھے۔ اور کھجور کے درخت کھڑے تھے۔ آپ نے بنی نجار کو بلایا۔ وہ ایسے وقت حاضر ہوئے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار تھے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے اونٹنی پر سوار تھے۔ وہ لوگ آکر آپ کو چار طرف سے گھیر کر کھڑے ہوگئے کہ یا حضرت کیا ارشاد ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم مسجد کے لئے یہ جگہ ہمارے ہاتھ بیچ ڈالو۔ وہ سب چونکہ مسلمان تھے۔ سب نے عرض کیا کہ یا حضرت ہم اس کی قیمت نہیں لیں گے۔ خدائے تعالیٰ سے اجر لیں گے۔ انہوں نے ہر چند اصرار کیا۔ مگر چونکہ وہ لوگ غریب تھے۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قسمت میں یہ نعمت تھی۔ کہ مسجد کے لئے ان کے مال سے زمین خریدی جائے۔ اس لئے آپ نے مفت لینا پسند نہ کیا۔ اور دس دینار کو معاملہ فرما لیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے نہایت خوشی سے زمین کی قیمت دس دینار اپنے پاس سے ادا کئے (سبحان اللہ کیا نیک بختی اور خوش قسمتی تھی) آپ نے کھنڈر کی دیواروں اور قبروں کو اُکھڑوا کر برابر کرا دیا اور درخت کاٹ دئے۔ پھر مسجد بننی شروع ہوئی۔ صحابہ پتھر اٹھا اٹھا کر خود ہی مسجد بناتے اور دین و دنیا کے سردار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے شریک حال تھے۔ دو کھجور کے درخت کھڑے کرتے اور درمیان میں پتھر لگاتے چلے جاتے تھے صحابہ خوشی اور جوش میں رجز پڑھتے تھے۔ (آدمی کام کرتے ہوئے دل بہلانے کو جو مصرعے اور فقرے جوڑ کر پڑھنے لگتا ہے۔ اس کو رجز سمجھنا چاہئے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ دعا کے کلمات بلند آواز سے پڑھتے جاتے تھے۔ اسی طرح مسجد بن گئی۔ اور ستون کی جگہ بھی کھجور کے سوکھے درخت کھڑے کرکے اُن پر کھجور کے پتے اور شاخیں ڈال دیں۔ (اللہ اللہ یہ سیدھی سادی مسجد تھی اس سرور کائنات کی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم)

اب تو مسجد بن گئی مگر نمازیوں کو بلانے کے لئے کوئی علامت نہ تھی

(صفحہ ۱۳ سے آگے)

بلکہ ساری کائنات اس کا وطن اور تمام کلمہ گو سچے مسلمان و مومن اس کے بھائی ہیں ؎

با وحدت حق از کثرت خلق چہ باک
صد جائے اگر گرہ زنی رشتہ یکے است

مسلمانو!

ذرہ سوچو اور سمجھو کہ جو مقدس دین کائنات کی رہ نمائی کے لئے آیا اور جس نبی کی ہدایت نے دنیا بھر کے خسارہ برداروں کو ذلّت کی پستی سے اوج کمال و قرب الٰہی تک پہنچا دیا کیا ہماری دینی و دنیوی ترقیوں کے لئے یہ دین و اتباع نبوت مؤثر نہیں ہوسکتی؟ بیشک ہوسکتی ہے۔ بشرطیکہ اپنا رخ اس راہ پر لگا لیں اور خدائی احکام پر پوری پابندی سے عمل پیرا ہو جائیں تو ابھی بھی وقت ہے

جس سے وقت پر سب جمع ہو جاویں ویسے ہی اٹکل سے اکٹھا ہو جاتے جس سے تکلیف و وقت اور کام میں حرج ہوتا تھا - جو کوئی جماعت سے رہ جاتا اس کو سخت صدمہ ہوتا تھا - کیونکہ وہاں ایک ہی جماعت ہوتی تھی - یہ بچوں کا کھیل وہاں نہ تھا - کہ دو چار آئے اور جماعت کر گئے - پھر پانچ سات نے آکر جماعت کر لی - آج کل لوگوں نے خوب آرام طلبی کی تدبیر نکالی ہے - اذان ہو کر گھنٹے گزر جاتے ہیں - ان کے یہاں زٹل قافئے اور حقہ کے دم اڑتے رہتے ہیں - جب جی چاہا اٹھے - اور مسجد میں جاکر ایک کو آگے کرکے دوسری تیسری چوتھی جماعت کر لی اول جماعت کا غم ان کے دشمنوں کو ہو ان کو کیا پروا ہے - یوں نہیں جانتے کہ جماعت جو کچھ ہے وہ اول ہی ہے - ستائیس درجہ کا ثواب اول ہی جماعت کے چھوڑنے پر اس سراپا رحمت شفیق امت کو اس قدر غصہ آیا کہ جی چاہتا ہے - کہ جاکر ان کے گھر کو آگ لگا دوں - جو مسجد میں جماعت کے وقت نہیں آتے - خیر خدائے تعالٰے مسلمانوں کو اول جماعت پڑھنے کی توفیق دے -

الغرض مشورہ ہوا کہ کوئی ایسی چیز ہونی چاہئے - کہ جس سے وقت معلوم ہو جایا کرے - کسی نے کہا کہ مجوس کی طرح آگ جلا دیا کرو - اسے دیکھ کر لوگ آجایا کریں گے - کسی نے کہا کہ نصاریٰ کی طرح ناقوس بجایا کرو - کسی نے کہا - کہ یہودیوں کی طرح قرن (سنکھ یا نرسنگھا) بنا لو - مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رایوں کو پسند نہیں فرمایا - حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا - کہ نماز کے وقت ایک آدمی کھڑا ہو کر الصلوٰۃ الصلوٰۃ پکار دیا کرے - اس پر عمل ہوا مگر کسی عمدہ تدبیر کی فکر میں سب تھے - کہ عبداللہ بن زید صحابی رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا - کہ ایک سبز پوش آدمی (جو حقیقت میں فرشتہ تھا) ناقوس لے رہا ہے (ایک لکڑی کو دوسری لکڑی پر مارتے ہیں - اسی کو ناقوس کہتے ہیں) انہوں نے پوچھا کہ فروخت کرتے ہو - اس فرشتہ بصورت آدمی نے کہا کہ تم کیا کروگے - صحابی نے جواب دیا - کہ نماز کے وقت بجا کر لوگوں کو بلایا کریں گے - اس نے کہا - کہ لو سنو ہم تم کو اس سے بھی عمدہ ترکیب بتلاتے ہیں - صحابی نے کہا کہ بتلاؤ فرشتہ نے یہی اذان کہہ کر سنائی جو آج کل پانچ وقت پکاری جاتی ہے - اور کہا کہ نماز کے وقت ہمیشہ اسی طرح پکار دیا کرو - صحابی جاگ پڑے اور رات سے اٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دروازے پر دستک دی - آپ نے اندر بلا لیا - اور انہوں نے سارا قصہ بیان کیا (چونکہ بذریعہ وحی اس خواب کی تائید ہو گئی تھی - آپ نے فرمایا کہ تمہارا خواب نہایت مبارک اور حق ہے جاؤ تم اور بلال مسجد میں جاؤ - تم بتلاتے جاؤ - اور بلال رضؓ اذان پکارتے جائیں ان کی آواز بلند ہے - اذان پکاری گئی - تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسی جلدی دوڑے ہوئے آئے - کہ چادر زمین پر گھسٹتی جاتی تھی - اور عرض کیا کہ یا حضرت میں نے اسی طرح میں نے خواب میں دیکھا ہے - آپ نے فرمایا الحمد للہ مگر عبداللہ تم سے آگے ہو گئے (یعنی پہلے آکر خبر دی) جب عبداللہ بن زید کی خواب کی تصدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ وحی کے فرمائی اور ہمیشہ کے اسی پر عمل درآمد ہو گیا - اور ان کو نہایت خوشی ہوئی اور اس خوشی میں بہت سے اشعار خدا کی حمد و نعت اور اظہار شکر کے لئے کہے -

فائدہ ضروری

جب اذان جاری ہوئی تو پانچ وقت ایک طرح پر تھی - صبح میں جو الصلوٰۃ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہتے ہیں - یہ نہ تھا ترمذی شریف میں روایت ہے - کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنی خلافت کے زمانہ میں) بلالؓ سے فرمایا کہ اَلصَّلوٰۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کو صبح کی اذان میں کہا کرو - جب اذان

جاری ہوئی تو پانچ وقت ایک طرح پر تھی - صبح میں جو اَلصَّلوٰۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہتے ہیں - یہ نہ تھا - ایک روز صبح کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے لئے بلانے کو آئے تو آپ آرام فرما رہے تھے - بلالؓ نے کچھ اور کہنا تو گستاخی سمجھا بلند آواز سے (اَلصَّلوٰۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ یعنی (نیند سے نماز بہتر ہے) کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوراً بیدار ہو گئے - اور فرمایا کہ اے بلالؓ یہ تو بہت ہی اچھا کلمہ ہے - اس کو صبح کی اذان میں کہا کرو آپ کے حکم سے (جو فی الحقیقت خدا کا حکم تھا) یہ زیادتی صبح کی اذان میں ہو گئی اور ہمیشہ جاری رہی (یہ روایت بھی ترمذی میں ہے) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے کچھ عرصہ بعد مؤذنوں کی غفلت سے یہ کلمہ صبح کی اذان میں چھوٹ گیا حضرت عمرؓ کو چونکہ سنت نبوی کے جاری رہنے کا بہت بڑا خیال اور اہتمام تھا - لہٰذا سردار مؤذنان حضرت بلال رضی اللہ عنہ مؤذن رسول صلی علیہ وسلم کو تاکید کر دی کہ صبح کی اذان میں اس کلمہ کو کہا کریں تا کہ ان کی پیروی سے دوسرے مؤذن بھی کہنے لگیں - اور سب کو تاکید ہو جاوے

اذان کی حقیقت

اذان ایک نہایت جامع اور مختصر کلام ہے - جس میں اعتقاد اور عمل دونوں کو جمع کر دیا گیا ہے - اول کہا جاتا ہے کہ خدائے تعالٰے سب سے بڑا ہے - کوئی اس کا ہمسر اور برابر نہیں اس کے بعد توحید کو ثابت کیا جاتا ہے - کہ خدا تعالٰے کے سوا کوئی معبود نہیں - اور کوئی اس کی ذات و صفات میں شریک نہیں اس کے بعد نبوت کے اعتقاد کو ظاہر کیا جاتا ہے - کہ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے رسول اور نبیؐ ہیں جب نبی کی رسالت اور نبوت کا اقرار ہو چکا - تو حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہہ کر اعمال صالح کی طرف بلایا جاتا ہے - کیونکہ ان عبادات کی فرضیت اور ترکیب ادا سب نبی کے ذریعہ سے معلوم ہوتی ہے کوئی عقلی بات نہیں جب تک خدا کی توحید اور نبی کی رسالت کا اقرار نہ ہو اعمال کی پرستش اور قدر نہیں - اس کے بعد پھر خدا کی بڑائی (اللہ اکبر) سے جتلا کر لا الہ الا اللہ کہہ دیا جس سے یہ مطلب ہے کہ تمام دنیا فانی ہے خدا کے سوا کوئی چیز باقی رہنے والی نہیں تا کہ بندہ اپنی چند روزہ زندگی اور خدائے تعالٰی کی بقا پر یقین کرکے مولا کی عبادت میں دل لگاوے اور دنیا سے یکسو ہو کر نماز کی طرف متوجہ ہو - اذان اگرچہ پکانے اور بلانے کے لئے ہے - لیکن اس میں حکمت یہ بھی ہے - کہ انسان اذان کو سن کر اپنے ایمان کو تازہ اور کامل کرے

ے۔ پھر نماز کا قصد کرے۔ کیونکہ ایمان شرط ہے اور اعمال کی مقبولیت کے واسطے اس واسطے مسنون ہے۔ کہ جب موذن اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے اور سننے والا یہ دعا پڑھے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا

اذان کا جواب

جب موذن اذان دے۔ تو تم اسی طرح آہستہ آہستہ کہتے جاؤ۔ البتہ جب وہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہتا ہے۔ تو تم یہ کلمے نہ کہو۔ بلکہ ان کے جواب میں ہر دفعہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہو۔ اور جب صبح کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہتا ہے۔ تو تم اس کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کہو اور جب اذان ختم ہو جاوے۔ تو پانچوں وقت یہ دعا پڑھا کرو۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ۔ اسی قدر الفاظ کا پڑھنا بہتر ہے جو حدیث میں وارد ہیں۔ اور دو چار فقرے جو اس سے زیادہ ہیں۔ ان کا پڑھنا اگرچہ جائز ہے۔ مگر صحیح روایات میں وہ موجود نہیں۔ لہذا اسی قدر پڑھنا بہتر ہوگا۔ اس دعا کو پڑھنے والے کے لئے جنت میں داخل ہونیکی بشارت اور خوشخبری وارد ہے۔ اس کے علاوہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو سن کر وہ دعا پڑھنا چاہئے جو پہلے گزر چکی ہے۔ اس کو خاص دل سے پڑھنے والوں کے لئے گناہوں کی معافی کا مژدہ دیا جاتا ہے۔ اگر بے وضو ہو۔ یا غسل کی ضرورت ہو تب بھی اذان کا جواب دینا چاہئے اگر قرآن مجید پڑھتا ہے تو مناسب یہ ہے۔ کہ ٹھہر جائے اور اذان کا جواب دے۔ اگر نماز پڑھتے ہوئے اذان سنے تو جواب نہ دینا چاہئے۔ اگر کئی طرف سے اذان کی آواز آرہی ہے۔ تو جو مسجد اپنے محلہ کی ہو یا سب سے قریب ہو۔ اس کا جواب دے۔ ایک دفعہ اذان سنی اور جواب دے چکا۔ اب اگر دوسری مسجدوں میں سے آواز آوے تو ان کا جواب دینا کچھ ضروری نہیں۔ جو شخص مسجد میں موجود ہے۔ اس کو اذان کا جواب دینا کوئی ضروری نہیں۔ لیکن اگر جواب دے تو بہت ثواب پاوے۔ یہ تو سب جانتے ہیں۔ کہ قضائے حاجت اور پیشاب وغیرہ کے وقت۔ اور برہنہ ہونے کی حالت میں جواب دینا جائز نہیں صرف زبان سے جواب دے کر نہ بیٹھ رہے۔ بلکہ اگر کوئی عذر نہ ہو۔ تو مسجد میں حاضر ہوکر با جماعت نماز پڑھے۔ اور ستائیس درجہ کا ثواب حاصل کرے۔

اذان کی فضیلت

اذان بڑا متبرک کلام ہے۔ جس میں عقیدہ کی درستی اور اعمال کی ترغیب کو جمع کر دیا ہے۔ (کیونکہ نہ ہو جب بطور وحی اور الہام کے خدائے پاک نے تعلیم کرایا ہو) شیطان اس کو سن کر کوسوں بھاگتا ہوا بے حواس ہوکر چلا جاتا ہے۔ جہاں تک اذان کہنے والے کی آواز جاتی ہے۔ قیامت کے دن وہاں تک کی سب چیزیں اس کے ایمان کی گواہی دیں گی۔ سات برس خالص نیت سے اللہ کے واسطے اذان کہے تو اس کے لئے دوزخ سے نجات اور جنت کی خوشخبری ہے۔

روایت عجیب بطور تمثیل ثواب اذان

حضرت یوسف علیہ السلام نے ملک مصر میں قحط کے زمانہ میں غلہ کا نہایت عمدہ انتظام فرمایا ذخیرہ جمع کرکے لوگوں کو کم قیمت پر اور محتاجوں کو مفت غلہ دلواتے تھے۔ ایک روز ایک شخص نے آکر سوال کیا آپ نے معمولی طور سے غلہ دلوا دیا۔ تیسری مرتبہ آیا تو آپ نے فرمایا کہ اے بندۂ خدا خیال تو کر غلہ کی کس قدر گرانی اور لوگوں کو کس درجہ پریشانی ہے۔ دو دفعہ لے چکا اب پھر آگیا۔ اس نے عرض کیا کہ اگر میرا حال آپ کو معلوم ہو جائے تو آپ میرا سوال رد نہ کریں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے حال پوچھا، اس نے کہا کہ میں وہی لڑکا ہوں۔ جس نے شیر خواری کی حالت میں آپ کی پاکدامنی کی گواہی دی تھی۔ اب جوان ہوگیا ہوں۔ یوسف علیہ السلام یہ سنکر بہت خوش ہوئے۔ اور اس کو کئی من غلہ اور بہت سا مال نقد دیا۔ خدائے تعالے نے وحی فرمائی کہ اے یوسفؑ جس نے ایک دفعہ تمہاری پاکی کی شہادت دی۔ تم نے اس کو اس قدر نوازا بھلا جو شخص ہر روز ہماری توحید کی شہادت اور گواہی دے اس کو ہم کس قدر نوازیں گے۔ کیونکہ ہم سب سے زیادہ سخی اور مہربان ہیں پس اے مسلمانو جو موذن پانچ وقت خدائے تعالےٰ کی توحید اور بڑائی کی گواہی بآواز بلند پکارے اس پر خدائے تعالےٰ کی خاص رحمت نازل ہوگی۔

چونکہ ہر شخص موذن نہیں بن سکتا۔ لہذا ایک ایسی دعا لکھی جاتی ہے۔ جس میں خدائے تعالےٰ کی توحید کی گواہی دی گئی ہے۔ اس کو صبح اور شام پڑھنا چاہئے۔ حدیث شریف میں اس کے پڑھنے پر بہت بڑا ثواب اور خوش خبری فرمائی گئی ہے۔

صبح کو نماز کے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے پہلے اس طرح پڑھنا چاہئے۔ اَللّٰھُمَّ اَصْبَحْنَا نُشْھِدُكَ وَنُشْھِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَآئِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اور مغرب کی نماز کے بعد عشا کے وقت سے پہلے پہلے بھی یہی دعا پڑھے مگر اَللّٰھُمَّ اَصْبَحْنَا کی جگہ اَللّٰھُمَّ اَمْسَیْنَا ایک دفعہ پڑھنا بھی کافی ہے۔ لیکن اگر صبح اور شام چار چار مرتبہ پڑھا کرے تو زیادہ ثواب اور فائدہ ہو۔ اگر حفظ یاد نہ ہو سکے۔ تو اسی کتاب میں دیکھ کر دونوں وقت پڑھ لیا کرے کچھ عرصہ میں یاد ہو جائے گی۔ اگر جنگل میں کوئی جن بھوت خبیث مل جاوے۔ تو اذان پکار دو بھاگ جائے گا۔ اذان کے بعد مقبولیت دعا اکثر ہوتی ہے۔

ایک نابینے کا جہاد

عصما بنت مروان جو امیّہ بن زید کی اولاد میں سے تھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذادہی اور ملت اسلام پر بدگوئی میں بہت کوشاں رہتی تھی۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر پہنچے تو اس ملعونہ نے اسلام اور اہل اسلام کی مذمت میں چند اشعار کہے تھے۔ اور وہ اشعار عمیر بن عدی الخطمی رضی اللہ عنہ کے کانوں میں پڑے جو اندھے تھے۔ اور اسی وجہ سے مدینہ میں رہ گئے تھے۔ انہوں نے حق تعالےٰ سے یہ عہد کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو مراجعت فرمائیں گے تو میں عصما کو قتل کروں گا۔ جس حالت میں کہ

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

بقیہ اداریہ صفحہ ۳ سے آگے

ایک زبردست انقلاب

بیان مظالم جھیلنے کے بعد انہوں نے فرانس سے آزادی حاصل کرلی۔ مصر نے انگریزوں کو مار بھگایا۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی آنکھ کھلی۔ تو انگریز کے اقتدار کا سورج غروب ہوگیا۔ غرضیکہ اللہ تعالٰے کے عام قانون۔ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ (کہ ہم دنوں کو لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں) کے تحت انقلابات آئے۔ تاریخ نے اپنے آپ کو دہرایا۔ اور آج افریقی عرب ممالک مصر لیبیا۔ مراکش۔ ٹیونس۔ نائیجریا۔ سوڈان وغیرہ سب آزاد ہیں مشرق وسطیٰ میں شام۔ عراق۔ اردن۔ حجاز۔ یمن۔ نجد وغیرہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہیں۔ انڈونیشیا۔ پاکستان۔ ایران۔ ٹرکی افغانستان وغیرہ اپنا اپنا جھنڈا لہرا رہے ہیں۔

نصرانیوں کی اسلام دشمنی

مگر نصرانی کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہوئے اور نہ ہی سچے مسلمان ان پر بھروسہ کرسکتے ہیں۔ فرانس ان دشمنان اسلام میں سب سے زیادہ وحشی خود غرض اور درندہ صفت ہے۔ اُس نے اہل اسلام کو غلام رکھنے کے لئے تمام پاپڑ بیلے۔ اور جب کچھ بن نہ پڑا تو دم دبا کر بھاگ نکلا۔ مگر چلتے چلتے شرارت کرتا گیا۔ اور الجوائر میں اب تک مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل رہا ہے۔ ٹیونس کو آزاد کیا تو وہاں ایک بندرگاہ بزرتہ کو اپنے قبضہ میں رکھا عربوں کو اپنی آزادی کا علم گاڑنا تھا۔ اس وقت وہ خاموش ہوگئے مگر بعد میں اس کی آزادی کا مطالبہ شروع کردیا۔ فرانسیسی درندے جو انسانی لہو پینے کے خوگر ہوچکے تھے۔ کب باز آنے والے تھے۔ ٹیونس کے صدر حبیب بورقیبہ نے تمام آئینی کوششیں ختم کردیں۔ لیکن فرانس ٹس سے مس نہ ہوا۔ آخر تنگ آمد بجنگ آمد۔ ٹیونس کے صدر نے فرانس کو الٹی میٹم (اعلان جنگ) دے دیا۔ کہ بزرتہ خالی کرو ورنہ ہم اس پر طاقت سے قبضہ کرینگے ادھر عربوں کی فوج بزرتہ پہنچی۔ اُدھر فرانس کا ہوائی بیڑا آگیا۔

تاریخی جہاد وقتال

عربوں پر انسانیت سوز بمباری ہوتی

پہلی بار (ایک ستو) عربوں نے جام شہادت نوش کیا۔ مگر وہ اب اٹھارویں صدی کے خواب گراں والے عرب نہ تھے۔ وہ آج بیسویں صدی عیسوی کے بیدار عرب ہیں۔ وہ چیونٹی کی طرح کمزور ہوتے ہوئے فرانسیسی ہاتھی کے مقابلہ میں ڈٹ گئے۔ تین دن کی جنگ میں پانچ سو ٹیونسی مجاہدین شہید ہوچکے ہیں۔ اور زخمیوں کا کوئی حساب نہیں ہے۔ فرانسیسی خونخوار ہسپتال کے زخمیوں پر بھی بمباری کر رہے ہیں۔ عربوں نے صحارا پر بھی حملہ بول دیا ہے ادھر بزرتہ شہر میں فرانسیسی چھاتہ فوج اتر چکی ہے۔ اور عربوں اور فرانسیسیوں کی دست بدست جنگ گلی کوچوں میں ہو رہی ہے۔ عرب جوان کی چھاتیاں فرانسیسی سنگینوں سے مقابلہ کر رہی ہیں۔ بم چل رہے ہیں۔ گولیوں کی بارش ہو رہی ہے۔ اور عرب مجاہدین اس آتشیں طوفان کے اندر کفر کے سامنے ڈٹے ہوئے جنت کو سدھار رہے ہیں۔ آہ۔ کس کو کہیں اور کیا کہیں۔ آج ان کی امداد تمام مسلمانوں پر فرض عین ہے۔

مصر میں حرکت

وہ مصر کا بطل حریت میدان میں آ نکلا۔ متحدہ عرب جمہوریت نے غازیوں کے امداد کے لئے فوج بھیجنے کا فیصلہ کردیا۔ اسلام کے الجزائری پروانوں نے اپنی پندرہ ہزار فوج ٹیونس کے غازیوں کے حوالہ کردی۔

آج ٹیونس فرانس کو اپنی بندرگاہ سے نکالنے کا عزم کر چکا ہے۔ فرانس موت کا اژدھا بن کر منہ کھولے کھڑا ہے۔ عرب سر پر کفن باندھ کر جہاد کے میدان میں کود پڑے ہیں۔ یہاں عقل اور دور اندیشی کام نہیں دیتی۔ وہاں نتائج وعواقب سے بے نیاز ہوکر محض اللہ تعالٰے پر بھروسہ کرکے آتش نمرود میں کود پڑتا ہے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ عربوں نے پرانے زمانہ کی یاد تازہ کردی ہے۔ وہ موت کو موت نہیں کہہ رہے۔ اب صدر بورقیبہ نے اعلان کردیا ہے کہ وہ ہر امن پسند اور آزاد ملک کی امداد قبول کریں گے۔ بلکہ یہاں تک بتا دیا ہے۔ کہ بعض ملکوں کے رضاکار عنقریب ٹیونس پہنچ جائیں گے شمالی افریقہ میں یہ ایک خطرناک انقلابی موڑ ہے اگر یہ رضاکار چین یا روس کے ہیں۔ یا ان کے ہم خیال ممالک یوگوسلاویہ وغیرہ کے تو جنگ بڑی خطرناک صورت اختیار کرے گی۔ اور اگر ان کی امداد سے شمالی افریقہ کے عربوں کو فتح ہوئی تو بحیرہ روم کی تمام یورپین سلطنتوں اور مغربی اقوام کے مستقبل کے لئے صورت حال نازک ہو جائے گی۔ اس وقت مصر نے سلامتی کونسل میں بزرتہ کو خالی کرکے ٹیونس کے حوالہ کرنے کی تجویز پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ اگر مغربی اقوام دور اندیشی سے کام لے کر اس کو منظور کرلیں۔ تو شمالی افریقہ کی سیاست زیادہ سے زیادہ غیر جانبداری کی حد میں رہ سکیگی ورنہ اس کا اثر تمام افریقہ بلکہ یورپ پر بھی پڑ جانے کا امکان ہے ہماری دعا ہے۔ کہ اللہ تعالٰے مسلمانوں کو فتح دے اور الجزائر اور ٹیونس کے مظلوم مسلمانوں کو سرخرو اور کامیاب کرے تمام اہل اسلام سے درخواست ہے۔ کہ وہ مجاہدین کے لئے دعا فرماتے ہیں۔

یہاں تک لکھنے کے بعد اطلاعات موصول ہوئیں۔ کہ فرانس بزرتہ اور عام شہریوں پر بھی بمباری کر رہا ہے۔ عرب زخمیوں سے بھری ہوئی ساٹھ لاریاں بزرتہ سے ٹیونس آگئیں۔ فرانس کے ایڈمرل نے اعلان کیا ہے۔ کہ تین دن کی خونریز جنگ کے بعد فرانس نے بزرتہ پر قبضہ کرلیا ہے۔ ٹیونس کے صدر حبیب بورقیبہ نے بتایا ہے۔ کہ ابھی بزرتہ کے بعض حصوں میں جنگ جاری ہے۔ اور جنگ سختی کے ساتھ آخر تک جاری رہیگی فرانسیسی کمانڈر نے یہ تسلیم کیا ہے۔ کہ ٹیونسی فوج بڑی بے جگری سے لڑ رہی ہے۔ سلامتی کونسل میں گرما گرم بحث ہوئی روسی نمائندہ نے فرانس کو جارح قرار دیا برطانیہ نے جنگ بند کرانے کی تجویز پیش کی

اگر سلامتی کونسل جنگ بند بھی کرادے مگر اس کو بزرتہ فرانس سے خالی کرانا پڑیگا ایشیا افریقہ اور مغرب کے آزادی پسند ممالک اس کی تائید کریں گے

انشاء اللہ تعالٰے

بقیہ صفحہ ۱ سے آگے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں پہنچے۔ آدھی رات ہی انہوں نے تلوار کھینچی اور عصماء کے گھر جا پہنچے اُس کے بیٹے اس کے گرد سو رہے تھے اور وہ بھی اس طرح سو رہی تھی کہ اس نے اپنے پستان اپنے چھوٹے بچے کے منہ میں دے رکھی تھی۔ عمیر نے اپنے ہاتھ سے ٹٹوہ کر معلوم کیا اور اس بچے کو کھینچ کر ایک طرف رکھا۔ اور تلوار کی نوک عصماء کے سینہ پر رکھ کر اتنا زور لگایا کہ وہ اس کی پشت سے پار ہوگئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز ادا کی تو آپ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے عمیر تم نے مروان کی لڑکی کو قتل کر دیا۔ انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ پھر آپ نے اصحاب سے خطاب فرمایا اور کہا کہ اگر تم ایسے شخص کو دیکھنا چاہو۔ جس نے غائبانہ اللہ و رسول کی مدد کی۔ تو عمیر بن عدی کو دیکھو امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس اندھے نے رات اللہ تعالےٰ کی عبادت میں بسر کی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اندھا مت کہو یہ تو سونکھا ہے

تبصرہ

تفسیر تعلیم القرآن سورۂ بقرہ،
مرتبہ۔ قاضی محمد زاہد الحسینی
ضخامت۔ ۱۶۰
اعلیٰ کاغذ و کتابت، شاندار ٹائیٹل
ہدیہ دو روپیہ پچاس پیسے محصولڈاک ۵۰ پیسے
ملنے کا پتہ:۔ مولوی محمد ابراہیم گنج جدید ایبٹ آباد

قرآن کریم کی بیسوں تفاسیر اردو زبان میں بھی لکھی گئی ہیں۔ مگر ان میں سے بعض تو بہت زیادہ مفصل ہیں۔ جن کو کم تعلیم والا انسان تھوڑے وقت میں نہیں پڑھ سکتا۔ اور بعض علمی سطح پر لکھی گئی ہیں۔ جو نہایت مفید ہونے کے باوجود خاص علمی طبقہ کے لئے مفید ہیں۔ مدت سے کسی ایسی تفسیر کی ضرورت تھی۔ جو نہایت سادہ مختصر اور جامع الفاظ میں قرآن کریم کی ایسی تفسیر کرے جو معمولی تعلیم یافتہ کے لئے بھی قرآنی تعلیمات سمجھنے کے لئے معاون ہو ہماری نظر میں **تفسیر تعلیم القرآن** اس مقصد کو بخوبی پورا کرتی ہے۔ صدر وفاق المدارس پاکستان کی تقریظ اور دوسرے ہر طبقہ اہل علم کی آراء اس بات کی شہادت کے لئے کافی ہیں۔ کتاب کے آدھے صفحے پر تفسیر کی گئی ہے۔ آسانی کے لئے تشریحی نوٹوں پہ نمبر لگا دئے گئے ہیں۔ اور جا بجا۔ علمی تاریخی۔ فقہی مسائل بھی آسان الفاظ میں پیش کئے گئے ہیں ہماری رائے میں اس تفسیر کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے مفید ہے۔